THE SIRMOOR GAZETTE

سرمور گزٹ

ناہن

جلد ۶	مطبوعہ ۱۲ - مارچ سنہ ۱۸۹۳ع یکشنبہ	نمبر ۹

سرمور گزٹ

ناہن ۱۲ - مارچ سنہ ۱۸۹۳ع یکشنبہ

نئے کاتب کے اب تک نہ پہونچنے کے باعث آج کا اخبار بھی دیر میں نکلا اور معمول سے کم مضمون کا نکلا - ہم آیندہ پرچہ معمول سے زیادہ مضمون کے نکال کر اس کمی کی تلافی کر دینگے - نیا کاتب عنقریب پہونچنے والا ہے

ہمارے فخر قوم عالی جناب سردار محمد حیات خان بہادر سی ایس - آئی - ہوم ممبر کونسل کشمیر کے فرزند ارجمند سردار محمد اسلم حیات خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی شادی کتخدائی کی مبارک تقریب نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پنجاب میں انجام پائی ہے - ہم بعض خاص دلچسپ واقعات کے سبب سے اُس شادی کے مفصل حالات آیندہ پرچے میں چھاپنا چاہتے ہیں - اس وقت ہم صرف اُس مبارک اور قابل تقلید مثال کا نہایت خوشی اور مسرت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں جو فخر قوم سردار نے ایسی تقریبات میں اپنی قومی بھلائی اور قومی مقاصد کی امداد کی طرف توجہ کرنے سے قائم کی ہے

اس مبارک شادی کی تقریب پر سردار ممدوح نے دو سو روپیہ انجمن اسلامیہ امرتسر کو اعلیٰ تعلیم مسلمانان کے واسطے وظائف دینے کے لئے اور دو سو روپیہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڑھ کے بورڈنگ ہوس کے لئے عطا کئے ہیں - ہم کو امید ہے کہ تمام قوم نہایت خوشی اور شکر گذاری سے اس نئے طریقے پر قومی مقاصد کی امداد کرنے کی مثال

کو سننے گی اور صرف سننے ہی گی نہین بلکہ اس عمدہ مثال کی پیروی کرے گی۔

ہمارے مخدوم مکرم میان نظام الدین صاحب وزیر ریاست پونچھ نے بھی جن کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہمارے سردارزادہ موصوف کی شادی ہوئی ہے اپنے فرزند ارجمند کی شادی کی تقریب پر جو اسی زمانہ مین ہوئی ہے ایسی ہی فیاضی کرنے اور قومی مقاصد کی تائید کے واسطے اسی طرح چندہ عطا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہم عنقریب اُن کی اس قسم کی فیاضانہ امداد سے اپنے دوستون کو مطلع کر سکین گے

سر سید احمد خان صاحب اور اُن کے نادان دوست الخ

کے عنوان سے جو مضمون ہمارا اپنا لکھا ہوا گذشتہ اخبار مین چھپا ہے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تمام پنجاب مین وہ مضمون نہایت دلچسپی اور بے انتہا مسرت اور اطمینان کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ مسلمان شرفا، اور روساے پنجاب کے ایک بہت بڑے مجمع مین نعرہ ہاے خوشی اور جوش مسرت سے اُس کی نسبت اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن اس بات کے بیان کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہین ہے کہ ہم کسی تعریف کے مستحق ہین بلکہ وہ سچائی اور صداقت جو اس مضمون سے ظاہر ہوتی ہے مستحق تحسین ہے پنجاب کے لوگون پر اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہو سکتا تھا کہ اُن کے اصلی خیالات کو ایسی بے رحمی اور بزدلی کے ساتھ چھپایا جاے اور ایک بدکردار شخص تمام ملک کو بدنام اور رسوا کرے

"زندہ دل پنجاب" کی زندہ دلی پر ایک موذی مردار جھوٹ اور افترا کا پردہ ڈالدے اور اُن کی نیکیون اور بھلائیون اور سچی قومی ہمدردی کے جوش کے اوصاف اور تعریفون کو جن کے سبب سے پنجاب کے مسلمانون نے شہرت اور نیک نامی اور نام وری حاصل کی ہے اور جن کو اُن کلمات پر جو اُن کی قوم کے مرثیہ خوان نیک نہاد اور نیک دل

خدائی بر لستین پنجاب۔ اور پنجاب والون پر
جنھون نے ہر سفر مین مجھکو آنکھون پر بٹھایا ہے

لیڈر اور بزرگ راہ نما کی زبان سے نکلے ہین ناز اور فخر ہے کیا وہ

جنھون نے قوم کا ہمدرد دل سے مجھ کو سمجھا ہے
تری نصرت مین اخلاص مسلمانی دکھایا ہے

ایسے ہی افعال سے نکلتے جن کے سبب سے یہ نیکی اور بھلائی کی شہرت اُنھون نے حاصل کی ہے۔ بہرحال وہ تمام خوشی اور مسرت جو پنجاب کے لوگون کو ہوئی ہے وہ صرف اس سبب سے ہوئی ہے کہ اُس مضمون مین اہل پنجاب کے اصلی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور جو بے عزتی اور بدنامی ایک افترا پرداز کی مفتریانہ کوششون سے اُن کی مجبوری تھی اور جو بدنما دھبہ اُن کے دامن شہرت پر لگایا جا رہا تھا وہ ایک حد تک دھو دیا گیا ہے

لیکن اس مضمون کو صرف پنجاب خاص مین ہی خوشی اور اطمینان سے نہین دیکھا گیا بلکہ ہر ایک جگہ اُس کا ایسا ہی اثر ہوا ہے۔ ہمارے ایک نہایت جلیل القدر اور عالی رتبہ مخدوم اور نام ور خادم قوم نے ایک پرائیوٹ خط مین ہم کو تحریر فرمایا ہے کہ

"آپ کا اخبار پہونچا۔ جو مضمون . . . . . چھپا ہے اُس کو پڑھ کر نہایت تعجب ہوا اور لکھنے والے کا نہایت اعلیٰ درجہ کا سلیقہ اور شایستگی اور اطلاع اس مضمون سے معلوم ہوتی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین رہی . . . . . . اس مضمون کو معلوم نہین آپ نے پنجاب مین کس قدر شایع کیا ہے۔ میرے نزدیک اگر اس کی اشاعت معمولی تعداد سے زیادہ نہین ہوئی تو اس کو دوبارہ چھاپ کر تمام ہندوستان مین جہان جہان مناسب اور ممکن ہو شایع کرنا چاہیئے۔"

ایسے ہی ایک دوسرے گرامی نامہ مین تحریر فرمایا ہے کہ

"جو مضمون آپ کے اخبار مین چھپا ہے اُس سے بہتر کوئی مضمون نہین ہو سکتا"

مولانا مولوی نذیر احمد صاحب پنجاب مین

گئی گذری دلی کے علمی بزرگیون کی یادگار قوم کے فخر جناب مولانا مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی چند سال سے جب سے کہ اُنھون نے قوم کی خدمت کرنے کی

طرف خاص توجہ فرمائی ہے پنجاب اور پنجاب کے مسلمانون پر نہایت احسان کرتے ہین کہ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسون مین تشریف لے جاتے ہین اور لکچر دیتے ہین جس کے سُننے کے واسطے ہزارہا مسلمان اور غیر اقوام کے شخص بھی جمع ہوتے ہین۔ اُن کے کلام اور لکچر کی مقبولیت کا خود یہی ایک کافی ثبوت ہے کہ ہزارہا لوگ صرف اُن کا لکچر سُننے کے واسطے دور دور از سفر اُٹھا کر لاہور مین آتے ہین اور بلا شبہ انجمن حمایت اسلام کی کامیابی کا ایک بہت بڑا باعث مولانا ممدوح کی جادو بیانی اور آتش زبانی ہے

آج کل لاہور کے بزرگ چشتی کی درگاہ سے اُن لوگون کو جو قوم کی خدمت کرنے کے سبب سے بدنام ہین اپنے اس جرم اور گناہ کی سزائین مل رہی ہین مولوی صاحب بھی چونکہ اپنے اس قسم کے جرائم کے ارتکاب مین بہت بڑھے جاتے تھے اس لیئے وہ بھی پکڑے گئے اور اُن پر بھی اُسی دفعہ کا جرم عائد کیا گیا جو اس زمانہ مین بحیرت یعنی خدمت قوم کا جرم کرنے والون کے واسطے قوم کے بدمعاش دشمنون نے تعزیرات خدام قوم مین درج کی ہے۔ رفیق ہند کے پچھلے پرچے مین تمام اخبار ایک ہی مضمون چھاپا گیا ہے جس کا عنوان "سرسید کا نیچری بھانڈ" ہے اُردو زبان کی لغت مین کوئی لفظ گالی اور دشنام دینے کا باقی نہین جو اس مضمون مین مولانا ممدوح کی نسبت استعمال نہ کیا گیا ہو اور اسی سبب سے کسی شخص کے امکان مین نہین ہے کہ اس مضمون کی نسبت کچھ لکھے کیونکہ اگر ایسی زبون زبون اور نالائق اور فحش اور بیحیایانہ حرکت کرنے کے واسطے اُس کے لکھنے والے کو بُرا کہنے کی ضرورت ہو تو کوئی نیا لفظ لغت مین اضافہ نہین کیا جا سکتا۔ لوگ تو اس مضمون کے پڑھنے سے بھی عاجز ہین کیونکہ رفیق ہند کے عالی دماغ اڈیٹر کے سوا کسی شخص کا مقدور نہین ہے کہ ایسی نجاست سے بھرے ہوئے مضمون کی بدبو برداشت کر سکے ہمارا تو اس زمانہ مین تجربہ اور واقفیت بہت کم ہے لیکن ہمارے بزرگ قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی نے ہم کو ایک گرامی نامہ مین لکھا ہے کہ

"اگرچہ رفیق ہند کی بے اعتدالیان اب اس درجہ کو پہنچ گئی ہیں کہ اُن کا جواب دینا کسی بھلے مانس کا کام نہین مگر سب سے اخیر پرچے کا مضمون جو مولانا مولوی نذیر احمد صاحب کی نسبت شائع ہوا ہے وہ غالباً آپ کی نظر سے گذرا ہوگا مین نے تمام عمر مین کوئی مضمون اس سے زیادہ نامہذب اور گالی دشنام سے بھرا ہوا آج تک نہین

اگرچہ خواجہ صاحب نے یہ فقرہ ہم کو ایک پرائیویٹ خط مین لکھا ہے اور ہم کو چھاپنے کی اجازت نہین تھی مگر رفیق ہند کے مضامین کی نسبت اب کوئی راز نہین رہا اور ہم نے اس فقرے کے چھاپنے کی جرأت کی ہے۔ بہرحال اس مضمون کا تھوڑا بہت حصہ جس قدر کوئی شخص پڑھ سکتا ہے اور اپنے دماغ اور آنکھون پر جبر کر سکتا ہے پڑھ کر آخر کو جو کچھ سمجھ مین آتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ "ڈومڑی کی ہنڈیا گئی اور کتے کی ذات پہچانی" تو مولوی صاحب کی بزرگی اور فضیلت سے تو کچھ کم نہین ہوا مگر اس شہید قوم کا جوہر معلوم ہوگیا۔

رفیق ہند کے نئے قسم کی صوفی اور چشتی (کیونکہ اگلے زمانے کے صوفیا و کرام صرف گالیان دینے اور فحش بکنے اور سوائے جھوٹ کے ایک لفظ بھی اپنے قلم سے نکالنے کو تصوف نہین سمجھتے تھے) اڈیٹر نے جیسے سرسید احمد خان کی نسبت یہ کہنا شروع کیا تھا کہ پنجاب آپ کا رسوخ جاتا رہا اسی طرح مولانا ممدوح کی نسبت یہ کہا ہے کہ اُن کے لکچر سے سامعین کو نہایت نفرت ہوئی لیکن ہم کو پنجاب مین ایک ہفتہ رہ کر جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ساڑھے چار ہزار سامعین سوائے منشی محرم علی اور دو چار نیک بخت اخبار نویسون کے قسم کھانے کو موجود ہین کہ رفیق ہند کے ایک لفظ سے اُن کو اتفاق نہین ہے جو ناراضی اور جوش اور غصہ پنجاب مین رفیق ہند کے پچھلے مضامین اور اس مضمون سے پھیلا ہے اُس کا اندازہ صرف پنجاب کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ درحقیقت وہ جوش غصہ اور ناراضی حد سے گذر چلی ہے۔

یہ بھی ایک نہایت تعجب انگیز بات ہوئی کہ جیسے کہ اڈیٹر رفیق ہند کا بیان ہے سرسید کے رسوخ کے پنجاب مین کم ہونے کے ساتھ ہی رفیق ہند کی اشاعت بھی کم ہو گئی ہے اور ہوتی جاتی ہے ہم نے سنا ہے کہ اول اول چار سو اخبار چھپتے تھے اور اب صرف دو سو چھپتے ہین گو رفیق ہند کے اڈیٹر صاحب ہمیشہ ایسے موقع پر جب کہ اخبار بند ہونے کے قریب ہوتا ہے لکھا کرتے ہین کہ اس کی اشاعت بہت بڑھ گئی ہے گر سکے خریدار انسان نہین ہوتے جن ہوتے ہین۔ وہ دو سو پرچے چھپتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی بند ہو جائینگے گو خریدارون کو بند کرنے کے واسطے خط لکھنے کی ضرورت ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ نئے قسم کا منصور دوبارہ قومی شہادت حاصل کرنے کے قریب ہو۔

اب اس امر کی نسبت بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ مولانا کا لکچر کیسا تھا اور کیسا خیال کیئے جانے کے لائق تھا کیونکہ ہم کو امید ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس کو بہت جلد شائع کرنے کی کوشش کرے گی اور بہت دن نہ گذرینگے کہ لکچر شائع ہو جائے گا اور ہر شخص اس کی نسبت خود فیصلہ کر سکیگا لیکن یہ بات کہ اس کو اس قدر بُرا کیون کہا گیا اس کا سبب خطرہ دو مضامین سے [illegible] ایک حد تک معلوم ہو جائے گا۔ بے شک مولانا مولوی صاحب نے چار ہزار پنجابیون کی بھری ہوئی مجلس

[illegible]

خطوط و مضامین جناب اصحاب پنجاب.

مکرم بندہ — اب کی سالانہ جلسہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں دو روز قریباً سب لکچراروں نے مخالفین کی مٹی بہت خراب کی اور سرسید کی تعریف کے نعرے ہر طرف سے بلند ہو رہے تھے۔ اخیر دن جناب مولوی نذیر احمد صاحب نے جو اپنے لکچر میں جب کہ چشتی بھی موجود تھا اُن کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ اللہ اکبر دھوان دھار فصاحت و بلاغت سے بھری ہوئی تقریر مولوی نذیر احمد صاحب کی لسانی۔ اور رعب بیان اُن کی آواز کی کڑک و گونج مخالفین کے دل پر نشتر سے بھی زیادہ گہرا گھاؤ کر رہی تھی اُس وقت وہ بے تعداد مجمع و جم غفیر جس کا شمار نا ممکن محض تھا اور جس کی وجہ سے در و دیوار مکرہ سقف سب پر تھے ایسا دم بخود ہو رہا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ سرسید کے نام اور تعریف ہونے پر دو دو کے چیرز اور ہیر ہیر ہو رہے تھے اور اُن کے بے وقوف مخالفوں کے ذکر پر شیم شیم کے آوازے بلند ہو رہے تھے اور یہ نالائق خود پسند ایک طرف بیٹھا ہوا شرمندگی میں غرق ہو رہا تھا۔ لوگوں کے سامنے شرم کو چھپانے کے لیے کاغذ پنسل نکال کر نوٹ لکھتا تھا کہ گھر جا کر جواب کا لیاں نکالے لیکن الامان مولانا صاحب نے اس قدر آیات قرآن شریف اور احادیث بیان فرمائیں اور مفسرین و فضلائے سابقین کے اقوال نقل کیے اور ایسی فصاحت کا زور دکھلایا کہ چشتی وحشی نوٹ لکھنے بھی بھول گیا نکلنے کو رستہ نہ تھا۔ زمین شق نہ ہوتی تھی آسمان دور تھا سر کو بہت ہی اونچا کرنا تھا مگر نعلین ہی کھا سکتا تھا۔ اللہ اکبر میدان میں آنا بڑا مشکل ہے ان کاغذ کے میدان پر "میدان آؤ" کی بکواس کر لینا ایک دوسری بات ہے۔ اب سنا ہے کہ گھر کے اندر کے بیچ کے کوٹھے میں بیٹھ کر اپنے دل کو غلط تسلیں دے رہے ہیں اور گالیاں و فضول لکھ رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب مفصل حال آپ کے اخبار کے لیے لکھیں تو بہت ہی دلچسپ ہو گا۔ میں اس خط میں سب نہیں لکھ سکتا لیکن اس قدر اور ابراز کرتا ہوں کہ دروغ گو کا یہ دعوی کہ پنجاب اور خصوصاً لاہور سے سرسید کا رسوخ جاتا رہا اُس کے منہ پر محض جھوٹ ثابت ہو گیا۔ آپ اس خط کو شایع کر سکتے ہیں اور یہ پیشین گوئی بھی ساتھ ہی طبع کر دیں کہ خدا اور رسول کے احکام کی جھوٹی تعمیل اور بزرگان قوم کی توہین کے جرم میں پہلے وہ صدمے اٹھا چکا ہے لیکن انشاء اللہ تعالی اب ایسا سر کے بل گرے گا کہ پتہ بھی نہ لگے گا۔ رستم از لاہور

دویم

مکرمی ایڈیٹر صاحب — میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے بیش بہا پرچہ میں ان چند سطروں کو جگہ دے کر ممنون فرمائیں گے۔

ہمارے "بلبل پنجاب و رہنما ہندوستان" تو اپنے رسالہ اخوت میں فرماتے ہیں " بس اب جان لو پھر چلے دن بہار کے " مگر مجھے تو اس اخوت گلزار میں کچھ معاملہ برعکس ہی معلوم ہوتا ہے۔ اپنے روز افزون تنزل میں ہم لوگ شب و روز کمر بستہ ہیں۔ ذاتی عناد و بغض کینہ اور حسد جو قوم کے پیڑ کی جڑوں میں دیمک کا کام کرتے رہتے ہیں اب تک ہم لوگوں میں روز بروز ترقی پر ہیں۔ اس کی ایک تازہ مثال ایڈیٹر رفیق ہند کا قلمی سلوک مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی سے ہے چشتی صاحب (ایڈیٹر رفیق ہند) نے اس تحریر میں ایسی بد تہذیبی سے کام لیا ہے کہ جس کی لفظی ترکیب میں بھی تہذیب کو دخل نہیں ہو سکتا۔ اخبارات لٹریچر کا اعلی نمونہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں اگر لٹریچر ایسی ہی تہذیب کا نام ہے تو چشتی صاحب آپ کے اس لٹریچر کو ایک دفعہ چھوڑ ہزار دفعہ سلام۔ اس بزرگوار کو ایسے الفاظ سے پکارا ہے کہ جن کا اندراج بھی اس مہذب پرچہ کے کالموں میں مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ چشتی صاحب یہی آپ کی تہذیب ہے۔ اسی پر اہل چشت اہل بہشت کا دعوی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم قوم کے نونہالوں کے کان ایسے الفاظ کے سننے سے بیزار رکھے۔ جناب رفیق ہند آپ کا پرائیوٹ پرچہ نہیں ہے بلکہ یہ اخبار ہے اُن کا جو آپ کو سپورٹ کرتے ہیں آپ اس کو پبلک کی رائے کا ایک آئینہ بنائیں نہ کہ جو خبط ایک دفعہ

دماغ میں سماچکا ہے۔ ہٹ دھرمی سے اُسی پر جمے ہیں اور پبلک کی خدمت سے بالکل سبک دوش ہورہے ہیں **فخر قوم خواجہ الطاف حسین صاحب** حالی نے رفیق ہند کے شاید پہلے ہی نمبر میں آپ کو اخبار نویسی کے فرائض سے آگاہ کردیا تھا اور اُن کی وہ ہدایت اسی قابل تھی کہ آپ اس کو سُنہرے حرفوں میں لکھوا کر ہر وقت اپنے رائٹنگ ٹیبل پر رکھتے اور اُس کے کاربند رہتے مگر افسوس کہ آپ نے بُری نوشت کا سامنا کیا۔ اور اب آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے۔ ہٹ دھرمی کا عصا ہاتھ میں لیے آپ پبلک کا بڑی بڑی زنجیلو ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ آپ کے قلم میں بے شک بہت زور ہے اور کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے اکٹھے کرنے کا ڈھنگ خوب معلوم ہے۔ اس کے ماننے سے کسی کو بھی گریز نہیں۔ مگر اب اظہار لیاقت تو بہت کچھ کرچکے۔ برائے خدا اب باز آؤ اور اپنے بُرزور قلم کو قوم کی سیر میں لگاؤ۔ کیا آپ سے ایسی ہی توقع رکھ کر رفیق کے دوبارہ اجرا پر ہر طرف سے خیر مقدم خیر مقدم کی صدا آئی تھی۔ آپ نے قوم کی ساری امیدوں پر خاک ڈال دی۔ آپ بھی تو ذرا اپنی انصاف پسندی اور بے تعصبی کے بارے میں قوم سے رائے دریافت فرماؤ تاکہ معلوم تو ہو جائے کہ آپ کی اس بےمزہ چھیڑ چھاڑ نے آپ کو قوم کی نظروں میں کہاں تک خفیف بنا دیا ہے۔ اظہار حق تو ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ مگر حشمتی صاحب آپ نے تو مولوی صاحب کے لکچر کی نسبت بالکل بہتان ہی باندھا ہے۔ آپ اُن کے الفاظ کو اُن اعتراض پر محمول ہی نہیں کرتے جن پر کہ فاضل لکچرار نے کیا تھا بلکہ اپنے مطلب کی آپ کو تو سوجھتی ہے۔ اگر کچھ نقص ہے تو آپ کی سمجھ میں نہ کہ لکچر میں۔ آپ کی تو وہی مثل ہے کہ جنگل میں تیتر بولا ایک عاشق خدا زمانے لگے کہ تیتر کہتا ہے "سبحان تیری قدرت" پاس سے گنجڑا بولا کہ میں صاحب وہ تو کہتا ہے "پیاز لہسن۔ ادرک"۔ میں طالبعلم ہوں مجھے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کی اس بے سود طولانی تحریر پر ریویو لکھوں مگر انشاء اللہ مولانا کا لکچر عنقریب چھپ جائے گا اور وہ زبان حال سے پکار پکار کر آپ کی قلعی کھول دے گا۔ آپ کا ایک صریح بہتان تو یہ ہے کہ (آپ کے بیان کے موافق) مولوی حسن علی صاحب نے بھی سرسید بالقابہ کے برخلاف تقریر کی۔ آپ اُن کے الفاظ کو

بھول گئے جو اُنھوں نے سرسید کی حب قومی کا بیان کرتے ہوئے فرمائے تھے کہ "بوڑھا سید تو آج نہ ایک دن مرجائے گا مگر اُس کی کوششوں کا قائم کیا ہوا علی گڈھ کالج ہندوستان میں **ایک قومی مونومنٹ قائم رہیگا**" اور علاوہ ازیں جو دعا لکچر کے خاتمے پر کی تھی اُنھوں نے اُس میں یہ الفاظ بھی شامل کر لیے "خدا سرسید کو ہزار سال کی عمر دے"

حشمتی صاحب! اگرچہ تو مجھے بخوبی معلوم ہے کہ آپ کو وعظ و نصیحت کرنا گو یا بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا ہے مگر میں اتنا کہنے سے تو رہ نہیں سکتا کہ قوم میں نفاق پیدا کرنے میں آپ کمتا ہے روزگار ہیں۔ برائے خدا اب بھی باز آؤ اور قوم کی خدمت میں کمربستہ ہو جاؤ۔ ہاں اگر سرسید کے مذہبی خیالات سے آپ کو اختلاف ہے (جیسا کہ اور بھی بہت سے اہل اسلام کو ہے) تو قطع نظر ذاتی عناد آپ اُن کی تفسیر پر محققانہ طور سے بحث شروع کردیں اور اس سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے اخبار کی رونق دوبالا ہو جائے گی اور میں بھی جو ایک کم استطاعت آدمی ہوں وعدہ کرتا ہوں (بشرطیکہ آپ میرے اس پروپوزل کو مان لیں) کہ آپ کے اخبار کا چندہ داخل کروں گا اور اور خریدار بھی بہم پہونچانے میں کوشش کروں گا۔

خیر حشمتی صاحب نے تو اپنے پرچے کو ذاتی عناد کے اظہار کے لیے مخصوص کر ہی رکھا تھا حیرانی کا مقام تو یہ ہے کہ اڈیٹر پیسہ اخبار کو کیا سوجھی کہ وہ بھی اُنھیں کی پیچھے ہو لینے لگے اخبار کے طرز سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک لبرل دیو کے آدمی ہیں۔ مگر اس معاملہ میں یہ بھی رفیق کے قدم بقدم ہے (خدا اُن کو ہدایت کرے) مگر نہیں وہ پہلے بھی ایک دفعہ اظہار اختلاف بعنوان ایجوکیشنل کانفرنس کرچکے ہیں اور مولوی صاحب کی نسبت اُن کے سال گذشتہ کے ریمارک بھی اچھے نہ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں وہ بھی تعصب کو کام فرماتے ہیں۔ انھیں باتوں سے تو دنیکولر پیپر نے اپنا وقار کھو دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ لکچر کا نہ کوئی سر تھا نہ پیر ایسے صاحب میں عرض کرتا ہوں اُن کے لکچر کا چیف پوائنٹ یہ تھا کہ مسلمانوں کو زمانے کی چال دیکھنا چاہیے اور اُس کے ساتھ اپنی حالت کو بھی دیکھنا چاہیے۔ خیر تو ان حضرات نے مولانا کے لکچر کی خوب قدر کی

مگر بعض لکچر میں نہیں ہے ۔ نقص ہے طبیعتوں میں ۔ ایک ہی سورج پھول اور گوبر پر چمکتا ہے مگر پھول سے تو خوش بو آتی ہے اور گوبر سے بدبو ۔ مجھے یہ کامل یقین ہے کہ چشتی صاحب کی اس بے جا چھیڑ چھاڑ سے انجمن کو کچھ تعلق نہیں ہے ۔ مگر چونکہ مجھے کوئی اختیار انجمن کی طرف سے نہیں ہے کہ میں انجمن کی رائے کا اظہار کرون ۔ اس واسطے مین منشی شمس الدین صاحب سکرٹری کو آگاہ کیے دیتا ہون کہ وہ پبلک کے سامنے چشتی صاحب کے ساتھ اپنی بے تعلقی ثابت کر دیوین تاکہ ایسا نہ ہو کہ قوم کو یا کم سے کم انجمن کے سالانہ جلسے کی زیب و زینت (مولانا نذیر احمد صاحب) کو انجمن پر ناحق بدگمانی کا موقع ملے ۔ اور اخیر مین مین قوم سے خواستگار ہون کہ وہ دعا کرین کہ خدا چشتی صاحب کو نیک ہدایت دے اور اُن کے آئینہ دل کو زنگ کدورت سے صاف کرے ۔ آمین ۔

راقم محمد الدین طالب علم ایف اے کلاس محمڈن کالج لاہور

سویم

سر سید اور اُن کے خیر خواہ

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اُس بزرگ قوم کہ جس کی عزت اُس کے حسب و نسب کے اعتبار سے مسلمانون پر لازم ہے ۔ اُس فدائے قوم کہ جس نے تمام عمر شب و روز مسلمانون کی فلاحیت بہبودی اُن کی بہتری اُن کی اصلاح اُن کی ترقی اُن کی بھلائی اور اُن کی درستی کی فکر مین اپنی ساری ہمت ساری طاقت ساری لیاقت ساری کوشش ساری عقل ساری دانش ساری بینش سارا علم سارا دماغ ساری جوانی اور ساری پیری الغرض ساری دولت صرف کرتے کرتے اپنے بال بھی سفید کر لیے ہین ۔ اُس شہید قوم کہ جس نے اپنے نفع و نقصان کا ہرگز خیال نہ کر کے اپنا وجود مبارک بھی گویا مسلمانون کی خیر خواہی مین وقف کر دیا ۔ اُس اسلام کے ہیرو جس کی نظیر تلاش کرتے کرتے فسانون مین تو خیر لیکن تاریخی واقعات مین تو کمیں مشکل سے پتہ چلتا ہے ۔ اُس مرد خدا کہ جس کے بعد جس کو قوم (بشرطیکہ قوم مین دل ہو) سر پر ہاتھ رکھ رکھ کے روے گی اور اُس سا غم گسار شاید ہی پاوے گی ۔ اُس مآل اندیش

سونس و صلاح کار کہ جس کی دور اندیشی اور دور بینی پر غور کر کے آج بے ساختہ ہماری زبان سے جناب حالی کا یہ شعر نکلتا ہے

اگر توجہ اس پیلی کی نہ سید ہم کو بتلاتا
تو اسلامی اخوت تھی فقط اک چیستان ہم مین

اُس معظم مخدوم و مکرم پیر معتقد و سالار یعنی علی گڈھ کے سر سید کی شان مین جو پچھلے دنون سے بعض مخالفین حسد و رشک کے باعث اور اپنی طبیعت و فطرت سے مجبور ہو کر اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑ رہے ہین نہیں معلوم اس سے کس قدر بے شمار اور بے انتہا دلون کو صدمہ پہونچا ہے ۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مین رفیق ہند کا نام نہ لون کیونکہ اُس کے اوڈیٹر نے اپنے پرچے کو مکروہ مضامین کی وجہ سے اس قدر ذلیل اور حقیر کر رکھا ہے کہ اُس کا نام تک لینے سے طبیعت مضائقہ کرتی ہے ۔ مگر اس خیال سے کہ مذمت شراب کے بیان مین شراب کا نام بار بار لینا ہی پڑتا ہے یا اخلاق بد پر گفت و گو کرتے کرتے مختلف قسم کے برے اخلاقون کو چار و ناچار زبان سے کئی دفعہ نکالنا ہی پڑتا ہے یا (اگر مولویون کے فتوون کا خوف نہ ہوتا کہ سب یک زبان کہہ دین گے کہ دیکھو اپنے آپ کو کہان جا ملایا تو سب سے پہلے مین یہ مثال دیتا کہ) جس طرح خداوند تعالی اپنے پاک کلام مین شیطان کے ہتھکنڈون سے خلقت کو متنبہ کرنے کے لیے اُس مردود کا نام بار بار اعادہ فرماتا ہے مین بھی ضرورتاً رفیق ہند کا نام لون گا تو یہ اچھا ہے اور اپنے ہم عصرون وفادار ہند ۔ غم خوار ہند ۔ رہبر ہند وغیرہ سے بہت ملتا جلتا ہے اور اس مین شک نہیں کہ کسی زمانے مین مفید اور علمی مضامین کے لحاظ سے ان سب سے سر نکالے ہوے تھا مگر آخر کو وہی حال ہوا کہ جبرئیل و میکائیل مین کا ہی ایک عزازیل بھی تھا اور علم و فضل مین اُن سب پر فائق ۔ لیکن طبیعت جو بدی کی طرف مائل ہوئی تو درگاہ خداوندی سے ہمیشہ ہمیشہ کو راندہ گیا ۔ اسی طرح سے یہ رفیق ہند بھی اب وہ رفیق ہند نہیں جو آج سے آٹھ یا نو برس پہلے تھا ۔ کاش رفیق ہند کو خبر ہوتی کہ اُس کے نامعقول مضامین نے کتنے دلون کو زخمی کیا ہے ۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ اپنے آپ کو وہ صوفیائے کرام

کے حلقے میں شامل کرتا ہے اور اپنے زعم میں اُن کے خیالات رکھنے کا دعوی کرتا ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ یہ نعمت اُس کو نہ نصیب ہے اور نہ آئندہ ہونے کی توقع۔ اس مقدس فرقے کی تو الف بے تے ہی میں سے شروع ہوئی ہے کہ اپنے آپ کو کسی پر ترجیح مت دو اور کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ اس قابل تعظیم گروہ میں کا ایک بزرگ کہتا ہے

هزار گنج عبادت هزار گنج کرم
هزار دولت شبها هزار بیداری
هزار روز بروزه هزار شب بنماز
قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

دوسرا بزرگوار فرماتا ہے

مت رنج کر کسی کو کہ اپنے تو اعتقاد
دل ڈھائے کر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ رفیق ہند سر سید جیسے محترم اور قابل عزت اور مولوی نذیر احمد صاحب جیسے کم ایب معزز فاضل اور عالم اجل بزرگوں کی شان میں کس طرح اور کس دل کے ساتھ گستاخ بے ادب نا روا اور نا معقول الفاظ استعمال کرتا ہے۔ بلکہ میں نے تو غور سے دیکھا ہے کہ اگر اڈیٹر کو دوبارہ جیلخانہ کی کوٹھری میں جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو خدا جانے کیا کیا طوفان مچاتا۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر شخص اپنے آگے کوئی نہ کوئی مقصد رکھ لیتا ہے جس کو انگریزی والے الٹمیٹ آبجکٹ کہتے ہیں اور جس کے حاصل کرنے میں ہر فرد بشر ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا مقصد اعلی شہرت حاصل کرنے کا ہوتا ہے۔ خوشا نصیب اُن کے جن کو سر سید کی طرح نیک کاموں کے باعث نام وری نصیب ہوا اور ہزار افسوس اُن پر جن کو رفیق ہند کی طرح بُرے مضامین کے طفیل شہرت حاصل ہو

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

میری رائے ناقص میں تو یہی آتا ہے کہ رفیق ہند اسی اصول پر عمل کر رہا ہے اور اگر یہ نہیں تو خدا کرے جھوٹ نہ ہو میرے خیال میں تو اس شعر کی تصدیق ہونے لگی ہے

چون خدا خواهد که پرده کس درد
میلش اندر طعنهٔ پاکان برد

اور میں اس خیال کی تائید میں ایک واقعہ کو بیان کرتا ہوں۔ میں نے عنوان پر ایک مصرعہ لکھا ہے کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اب اس کی تفسیر کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو جاوے گا کہ یہ مصرعہ کس قدر پر معنی ہے۔ رفیق ہند نے اپنے ان الفاظ میں جو ان دنوں اُس کا خاصہ ہو گیا ہے ایک دفعہ چھوڑ کئی بار لکھا کہ لاہور سے بلکہ پنجاب سے سر سید کا رسوخ اُٹھ گیا۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کذب و افترا کی کہاں تک پردہ دری ہوئی ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ فروری کو بڑے تزک و احتشام اور پوری کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا پروگرام کے مطابق جہاں اور بہت سی مفید کارروائیاں ہوئیں ۲۵ کی شام کو مولوی حسن علی صاحب بمبئی مشہور واعظ اسلام کا انگریزی لکچر ہوا اس جلسے کے پریزیڈنٹ اتفاق رائے با غبان پور کی مشہور میان فیملی کے نونہال اور لاہور بلکہ کل پنجاب کے تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کے فخر فاضل اجل جناب مولوی محمد شاہ دین صاحب بی۔ اے بارسٹرایٹ لا منتخب کیے گئے۔ دوران تقریر میں لکچرار صاحب نے کئی دفعہ اس بوڑھے بزرگ سر سید کا نام لیا اور نمایاں۔ اس کی نصیحتوں اُس کی مفید فہمائشوں اور اُس کی قابل تعریف کارروائیوں کا تذکرہ کیا۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ سر سید کے نام پر آڈینس (سامعین) کی طرف سے جس جوش و خروش کے ساتھ چیرز ہوتے تھے وہ شاید لکچرار صاحب کو بھی بڑی مشکل کے ساتھ نصیب ہوتے تھے۔ لکچر کے اختتام پر جناب پریسیڈنٹ صاحب نے علاوہ اور بہت سے مفید ریمارکس کے جو مضمون لکچر سے متعلق تھے اس زور کے ساتھ سر سید کی اُن مہربانیوں اور عنایتوں کا تذکرہ کیا جن کا احسان۔ اس کماری سے لے کر ہمالیہ تک اور برہما سے لے کر افغانستان تک ہندوستان کے کل مسلمانوں کی گردن پر ہے اور جن کے کفران کی طاقت اگر ہے تو

رفیق ہند یا اُس کے چند اور ہم مشربون کو اور کسی کو نہین۔ لائق اور عالم
پریسیڈنٹ نے اپنی شایستہ معقول فصیح و بلیغ اور برجستہ تقریر مین دیر تک
اُن لوگون کے خیالات کی خوب دھجیان اڑائین جو سرسید کی مخالفت پر
کمربستہ ہو رہے۔ دوسرے دن دس بجے کے بعد ہندوستان کے سحبان
وائل اور اردو زبان کے بزرگ مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی
کا بڑے معرکے کا لکچر تھا۔ اس موقع پر مجھے یہ کہدینا ضروری ہوگا کہ تھوڑا
عرصہ ہوا رفیق ہند کے ایک پرچے مین اُس کی بجستہ خطا کرنے والی زبان سے
یہ نکلا تھا بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ نہایت ہی سخت بیباک اور گستاخانہ الفاظ
مین اپنی بے مقدار حیثیت اور مولوی صاحب ممدوح الصدر کے رتبۂ اعلیٰ
اور قدر و منزلت دونون کا خیال نہ کر کے یہ درج کیا تھا کہ مولوی صاحب
اس جلسۂ سالانہ پر لاہور مین تشریف آوری کی تکلیف نہ کرین کیونکہ لاہور
کے لوگ ان کے خیالات کو پسند نہین کرتے اور اُن کی تقریر کو عزت و توقیر
کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔ جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رفیق ہند تو بنے ناصح اور جنھین
نصیحت کی جاے وہ ہون مولوی نذیر احمد صاحب تو رفیق ہند کو تو کیا شرم
آے گی مگر پڑھنے سننے والے ضرور آنکھین نیچی کر لین گے۔

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا ۔ پہونچے کب اُس کو ہاتھ ہمارے غبار کا

پھر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ لاہور کے لوگون سے رفیق ہند کی مراد نوع انسان سے
علیحدہ کوئی اور مخلوق تھی یا کہ خود اُس کی ذات مع چند قلیل التعداد اپنے ہم خیالون
کے جنھین ان پانچ انگلیون پر درست مین گنا جا سکتا ہے لیکن بلند خیال اور
عالی نظر مولوی صاحب ممدوح نے رفیق ہند کے ان بیہودہ الفاظ کی آخر پرواہ
نہ کی اور ان چند یا ل کہ ہزارہا دلون کی کشش کا اثر پا کر جو ان کی بے نظیر
فصیح و بلیغ تقریر سننے کے بدل و جان دلدادہ و شیدا ہین تشریف آوری کی تکلیف
گوارا فرمائی جناب مولوی صاحب ممدوح کی قدر لاہور کے لوگون کے دلون مین
یہان تک ہے کہ پبلک نے بے صبر ہو کر انجمن مین تحریک کی اور انجمن کے ایک معزز ممبر
سر آوردہ و عہدہ دار دہلی مین مولوی صاحب کے لانے کے واسطے بھیجے گئے

لاے اُس بت کو التجا کر کے ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

یہ اُسی ناقدردانی کا ثبوت ہے جس کی طرف رفیق ہند کا اشارہ تھا۔ اور سنیئے ہین

لکچر کے موقع پر جب مولوی صاحب ممدوح جلسے مین تشریف لاے تو چیرز کی دھوم
اس زور شور سے ہوئی کہ اگر بفرض محال صور اسرافیل بھی پھونکی جاتی تو کم سے کم
اس وقت کے لیئے تو اُس کی آواز بھی شاید ہی کوئی سنتا۔ پر اس پر بس نہین کی
قریباً سارے آڈینس تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس آڈینس سے معمولی آڈینس
مراد نہین بلکہ اس لکچر کے آڈینس وہ تھے کہ جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ اگر کئی ہزار کا
لفظ معمولی نہ سمجھا جاے تو شاید اس مجمع کا اندازہ دل مین بیٹھ سکے حیثیت کے
لحاظ سے دیکھین تو علاوہ اہل اسلام کے بڑے بڑے جلیل القدر عالی مراتب ذی اقتدار
اور معزز اور باوقعت ہندو و سکھ عیسائی۔ آریہ۔ برہمو غرض ہر قوم و ملت کے اشخاص
موجود تھے۔ جدھر آنکھ جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور تل دھرنے کو
جگہ نہ تھی۔ یہ مین نے اس واسطے لکھا ہے کہ معلوم ہو جاے کہ لاہور والے مولوی صاحب
کے قدردان ہین یا کہ رفیق ہند کا پرچہ ہے۔ مولوی صاحب نے جو لکچر دیا وہ تو شایع ہو
جاے گا مجھے اُس کے بارے مین بہت کچھ کہنے کی ضرورت نہین مگر اتنا کہے دیتا ہون
کہ اس لکچر سے سرسید کی عزت و توقیر لوگون کے دلون مین اس طرح بیٹھی ہے کہ اب اید
و شاید خدا چھوڑ نہ بلواے جس طرح سے تو کیا ہی کہ مولوی صاحب نے مناسب محل پر
سرسید کے کارہاے نمایان اور اُن کی دل سوز کوششون کا تذکرہ کیا ہوگا جو وہ مسلمانان
ہند کے واسطے کرتے رہے ہین اور اب بھی کر رہے ہین اُنھون نے صاف کہدیا کہ
چار و ناچار ہندوستان مین جہان کہین اہل اسلام کی رفاہ اور بہبودی کے واسطے انجمنین قائم
ہوئی ہین یہ سب اُسی بوڑھے بزرگ کی بنائی ہوئی ہین۔ فرمایا کہ وہ بڈھا سچا ہے
مسلمانون کا خیرخواہ ہے اور مسلمانون کو اس دنیا کے کارخانون مین سیدھی راہ بتانے
والا ہے اس مین مکر نہین فریب نہین ریا نہین نفاق نہین خود غرضی نہین خود پسندی
نہین وہ مسلمانون کا بڑا ہمدرد بڑا خیرخواہ بڑا مصلح اور ناصح مشفق ہے اُسکی سی کمال اندیشی
اُسکی سی خیر اندیشی اُس کی سی دور اندیشی اگر چند اور بزرگان قوم مین ہوتی تو ہندوستان
کے مسلمانون کی حالت کبھی کی درست ہو گئی ہوتی مولوی صاحب نے سرسید کے مخالفین کے
خیالات کی تردید ایسے حقارت آمیز الفاظ مین کی کہ خدا کرے وہ ذلت کسی دشمن کو بھی نصیب
نہو۔ انھون نے فرمایا کہ ان جاہل مخالفین کی مثال دوغلے خچر یا استر کی سی ہے کہ جب گدھون
پر بوجھ لادنے کا وقت آیا تو کہنے لگا مین گھوڑا ہون اور جب گھوڑون کی نوبت آئی
تو بولا مین گدھا ہون۔ خاصہ یہ کہ جس قدر مناسب اور بجا تعریف جناب سید

بلالی پریس ساڈھورہ مین چھپوا کر منشی سراج الدین احمد پروپرائٹر اخبار نے ... سے شایع کیا۔